غیر مسلموں کے ساتھ تحالف کی شرعی حیثیت

*شاہ معین الدین ہاشمی

**روح اللہ

Abstract

The said article dealt with an important issues of Islamic law, which is regarding the relationship of state with each other, whether it is legitimate for a Muslim state in the light of Quran and traditions Prophet (P.B.U.H), to develop an alliance with non-Muslim states for common purposes and targets or not? The issue has been discussed by its different political and social aspects in the context of theoretical based texts study and practical examples from the holy life of Prophet (P.B.U.H).likewise opinion of the Muslim jurists has been discussed regarding the said issues for the explanation of legal text and to explore the different conditions and types of legality and illegality of alliance with non-Muslim states, The Muslims and the non –Muslims may chalk out new ways mutually in this regard under safe and sound umbrella of Quran and traditions Prophet (P.B.U.H), by this way a moderate and applicable approach to modern controversial issues and clashes of civilizations can be settled and solved this article denotes to this chronic need of the time.

Keywords: Alliance, Consolation, Benevolence, Collaboration and supporting

اجتماعی زندگی کی ترتیب و تنظیم کے لیے مختلف افراد ، گروہوں اور ریاستوں کے درمیان اشتراک عمل اور باہمی نصرت و تعاون کا تعلق قائم کرنا ایک بدیہی اور فطری ضرورت ہے۔ اس تعلق کو منظم، موثر، دیرپا اور قانونی بنانے کے لیے متعلقہ افرا د، گروہوں اور ریاستوں کے درمیان باہمی معاہدات، معاقدات اور تحالفات صورت پاتے ہیں، حتی کہ انسان کے وجود اور تخلیق کے لیے بھی زوجین کے درمیان اتحاد عمل کے تعلق کی ضرورت ہوتی ہے۔جسے شرعی یا قانونی بنا نے کے لیے عام طور پر باہمی رضامندی کی صورت میں عقد نکاح کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اشتراک عمل کے اس تعلق کی اہمیت اور نزاکت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جبکہ معاشرے میں مختلف افکار و نظریات اور عقائد و مذاہب کے ماننے والے ساتھ رہتے ہوں۔ ان کا طرزِحیات اور ان کی تہذیب و معاشرت ایک دوسرے سے الگ ہو۔ اس صورت حال میں ظلم و زیادتی ، حق تلفی اور ناانصافی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور عدل و انصاف اور حقوق کی ادائیگی میں فکری تعصبات، ذاتی اور قومی رجحانات اور سماجی عوامل رکاوٹ بننے لگتے ہیں۔ اس پر قابو پانا ہر مہذّب اور صالح سماج کی اولین ضرورت ہے۔

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر ، شعبہ حدیث و سیرت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔

**ڈائریکٹر، صفہ سکول اینڈ کالج، کوئٹہ۔

دین اسلام اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے ۔اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانیت کی فلاح اور ہدایت کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بحیثیت آخری نبی مبعوث فرماکر اس نعمت عظمیٰ اور دین حق کی تکمیل فرمائی ،جوکہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہےجس کی تعلیمات میں ہر علاقے اور زمانے کے انسانوں کے لیے عدل و انصاف پر مشتمل خوشحال اور منظم زندگی گزارنے کی صلاحیت ہے۔

ذیل میں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ باقاعدہ معاہدے کی صورت میں مسلمانوں کے آپس میں اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کسی امر پر اشتراک عمل اور معاونت کے بارے میں شریعت اسلامی کیا موقف اختیار کرتی ہے۔

تحالف کا لغوی مفہوم:

تحالف کی اصل حلف ہے۔ حَلْفحاکے فتحہ اور لام کے سکون اور حَلِفحا کے فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ بمعنی قسم ہے۔

"الحَلْف والحَلِف لغتان في القسم"[1]

"حَلف اورحَلِف دو لغات ہیں بمعنی قسم"

جبکہ حِلْف حاکے کسرہ اور لام کے سکون کے ساتھ بمعنی عہد و پیمان ہے۔

"والحِلْف، بِالكسر، العهد يَكون بين الْقوم"[2]

"حِلْف حا کے کسرہ کے ساتھ،قوم کے درمیان عہد کو کہتے ہیں"

"تَحَالَفُوا أَي تعاهَدُوا"[3]

"تحالف کیایعنی ایک دوسرے سے معاہدہ کیا"

تحالف چونکہ باب تفاعل سے ہے ۔جوکہ اکثر صدور فعل میں مشارکت کے لیے آتا ہے،جس کے لیے فاعل کا متعددہونا ضروری ہے[4]۔لہٰذا:

- وہ لفظ تحالف جو کہ حَلْف (حا کے فتحہ اور لام کےسکون کے ساتھ) یا حَلِف (حا کے فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ)سے مشتق ہے، کا لغوی مطلب دو یا دو سے زیادہ فریقوں کا کسی امر پر قسم کھانا ہے۔

"التحالف هو تحليف كلَا الخصمين"[5]

- وہ لفظ تحالف جو کہ حِلف (حا کے کسرہ اور لام کے سکون کے ساتھ)سے مشتق ہے ، کا مفہوم دو یا دو سے زیادہ فریق کا کسی امر پر عہد و پیمان کرنا ،دوستی کرنا اور لازم ہونا ہے۔

زیر تحقیق موضوع میں تحالف سے یہی مؤخر الذکر تحالف مراد اور مقصود بحث ہے، جس کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں حسب ذیل تفصیل عرض کی جائے گی:

تحالف کا اصطلاحی مفہوم:

محدثین اور فقہاءنے حلف اور اس سے ماخوذ مختلف صیغوں کا اصطلاحی معنی یوں بیان کیا ہے:

ابن حجر، ابن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں جس میں حلف کو مواخات سے تعبیر کیا گیا ہے:

"حالف بینهم أي آخی بینهم"[6]

"یعنی لفظ حالف بینھم سے ان کے درمیان رشتہ مواخات مراد ہے۔"

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"الحليف، وهو الرجل يحالف الآخر على أن يتناصرا على دفع الظلم، ويتضافرا على من قصدهما أو قصد أحدهما"[7]

"حلیف اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے شخص کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کے دشمن یا مشترکہ دشمن اور ظلم و زیادتی کے خلاف تعاون اور اتحاد کریں۔"

شوافع کی مشہور فقہی کتاب شرح الکبیر کی فقہی اصطلاحات کی تشریح کرتے ہوئے رافعی حلف کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں:

"اذا تعاهدا و تعاقدا على ان يكون امرهما و احد فى النصرة و الحماية"[8]

"جب فریقین اس بات پر باہم عہدکریں کہ باہمی نصرت اور حمایت میں متحد رہیں گے۔"

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہےکہ تحالف کے مفہوم میں کسی نہ کسی درجے کا باہمی تعاون اور نصرت کا ہونا داخل ہے۔یہی مفہوم ابن اثیر نے بیان کیا ہے:

" أصل الحلف المعاقدة والمعاهدة على التعاضد والتساعد والاتفاق"[9]

"حلف کا اصل باہمی نصرت،تعاون اوراتفاق پر معاہدہ ہے۔"

واضح رہے کہ تاریخ میں تحالف افراد کے درمیان بھی ہو ا ہے، مثلا مؤاخات مدینہ ،جسے حلف مؤاخات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، گروہوں کے درمیان بھی ہوا ہے ،مثلا حلف الفضول ،جس میں قریش کے مختلف قبائل شریک تھےاور ریاستوں کے درمیان بھی ،جس کی مثال صلح حدیبیہ ہے ، جس میں مکہ مکرمہ کی غیر اسلامی ریاست اور مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے درمیان تحالف ہوا،جن کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہےکہ تحالف کا اطلاق باہمی تعاون کے سیاسی،سماجی اوراقتصادی معاہدات اور اتفاقات پر ہوتا ہے۔

اس طرح تحالف سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد، گروہوں اور ریاستوں کے درمیان باہمی تعاون کاایسا معاہدہ اور اتحادہے جس سے کسی بھی قسم کاباہمی یا اجتماعی فائدہ وابستہ ہو۔

اسلامی تحالف کی مشروعیت:

رسول اللہ ﷺنےحضرت انس کے گھر میں مسلمانوں کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا جسے حلف سے تعبیر کرتے ہوئے حضرت انس نے فرمایا:

''قد حالف رسول الله ﷺ بين قريش، والأنصار في داره'' [10]

''نبی پاکﷺنے مہاجرین اور انصار کے درمیان اس کےگھر میں حلف(رشتہ مؤاخات) قائم فرمایا:

حضرت انس کی اس روایت میں مذکور لفظ''حالف''کے مراد اور حکم کے بارے میں ابن حجر، ابن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں :

''حالف بينهم أي آخى بينهم يريد أنّ معنى الحلف في الجاهلية معنى الأخوّة في الإسلام لكنّه في الإسلام جار على أحكام الدين وحدوده وحلف الجاهلية جرى على ما كانوا يتواضعونه بينهم بآرائهم فبطل منه ما خالف حكم الإسلام وبقي ما عدا ذلك على حاله''[11]

''ان کے درمیان تحالف کیایعنی ان کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم فرمایاجس کا مقصد یہ ہے کہ جاہلیت میں حلف کا معنی و مطلب اسلام میں اخوت اور بھائی چارہ ہے ۔لیکن اسلام میں تحالف کا انعقاد دینی احکام اور حدود پر کیا جاتا ہے،جبکہ جاہلیت میں ہر اس امر پر حلف ہوتا تھا جو کہ وہ آپس میں اپنی رائے اور فکر سے طے کرتے تھےتو ان میں سے وہ حلف باطل قرار پایا جوکہ اسلام کے احکام کے خلاف ہو اور جو احکام اسلام کے خلاف نہ ہو، وہ اپنے حال پر برقرار رہا۔''

ابتداء میں مسلمان دیگر امور پر تحالف کے علاوہ آپس میں ایک دوسرے کی میراث میں حصہ دار بننے پر بھی تحالف کرتے تھے، لیکن قرآن پاک نے میراث کے لیے مستقل ضابطہ مقرر فرما کر حسب ذیل آیت کریمہ سے مذکورہ تحالف کی بنیاد پر میراث میں حصہ داری کو مسترد فرمایا۔[12]

''وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ''[13]

''پیٹ کے رشتہ دار دوسرے مومنوں اور مہاجرین کے مقابلے میں ایک دوسرے پر'میراث کے معاملے میں' زیادہ حق رکھتے ہیں۔''

جہاں تک حسب ذیل حدیث مبارکہ کا تعلق ہے:

''لا حلف في الإسلام'' [14]

''اسلام میں حلف نہیں۔''

اس سے حلف کی مطلق نفی مراد نہیں ہےبلکہ اوائل ہجرت کی مواخات کے نتیجے میں میراث میں حقدار بننے کی نفی مراد ہےجسے قرآن پاک نے منسوخ کیا تھا ۔اور ان تمام امور کو باقی رکھا جو کہ قرآن پاک کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً حلیف کے ساتھ عہد و پیمان،نصرت، عطا یا اور معاونت پر تحالف۔[15]

حضورﷺ کا ارشاد ہے:

''وأيما حلف كان في الجاهلية لم يزده الإسلام إلا شدة'' [16]

''اور زمانہ جاہلیت میں جو حلف ہوا تھا اسلام نے اسے اور مضبوط کیا۔''

جس کے مفہوم و معنی سے امام نووی مسلمانوں کے آپس میں تحالف کا جواز ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''أما المؤاخاة في الإسلام والمحالفة على طاعة الله تعالى والتناصر في الدين والتعاون على البر والتقوى وإقامة الحق فهذا باق لم ينسخ وهذا معنى قوله ﷺ''[17]

''جہاں تک احکام اسلام میں مواخات، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر تحالف ،دینی امور ،نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں اور اقامت حق میں ایک دوسرے کی مدد کا تعلق ہےتو وہ منسوخ نہیں ،اور یہی معنیٰ ہے آنحضرت ﷺ کے قول کا۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺنے ایک امت ہونے کے باوجود مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے درمیان حلف مواخات ، انصار مدینہ کے ساتھ بیعت عقبہ،صلح حدیبیہ کے مو قع پر بیعت رضوان وغیرہ کا انعقاد فرمایا جوکہ مسلمانوں کے درمیان مختلف قسم کے تحالف کی مثالیں ہیں جن سے مسلمانوں کے با ہمی تحالف کا نہ صرف جواز بلکہ افضیلت معلوم ہو تی ہے۔

حسب ذیل نصوص کے عموم سے بھی ظلم وستم کے بر خلاف نیکی اور بھلائی کے کاموں پر تحالف کی تا ئید ہو تی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ''[18]

''اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو،اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺنےمتعدد احادیث مبارکہ میں ہر قسم کی ظلم و جبر سے منع فرماتے ہوئے ظلم سےبچنے کو ہر مسلمان کا وظیفہ مقرر کیا ہےجن میں سے ایک حسب ذیل ہے:

''قال رسول الله ﷺ: انصر أخاك ظالما أو مظلوما ، قالوا: يا رسول الله، هذا ننصره مظلوما، فكيف ننصره ظالما؟ قال: تأخذ فوق يديه''[19]

''رسول اللہﷺ نے فرمایا بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم ،صحابہ کرام نے فرمایا :یہ تو صحیح ہے کہ مظلوم کی مدد کریں گے ،لیکن ظالم کی مدد ہم کس طرح کریں گے؟آپ نے فرمایا:اسے ظلم سے روکو۔''

اس طرح جب مظلوم کی مدبلا تحالف ضروری ہے،تو تحالف کی صورت میں بطریق اولی ضروری ہے۔

ان تمام دلائل کی روشنی میں یہ بلا تردد کہا جا سکتا ہے کہ آج بھی کوئی مسلمان فرد، گروہ یا ریاست کسی دوسرے مسلمان فرد گروہ یا ریاست کے ساتھ مواخات، امداد اور خیرخواہی کا معاہدہ کریں تو نہ صرف جائزبلکہ ایک امر مستحسن ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ تحالف کی مشروعیت:

تحالف کے مذکورہ مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ تحالف باہمی تعاون پر معاہدہ ہے ۔ بحیثیت معاہدہ تو وہی آیات مبارکہ تحالف کے جواز کے بھی دلائل ہیں جو کہ معاہدات کے جواز پر دال ہیں:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ''[20]

''اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو۔''

''وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا''[21]

''اور عہد کو پورا کرو۔ یقین جانو کہ عہد کے بارے میں(تمہاری)بازپرس ہونے والی ہے۔''

جہاں تک تعاون کی بات ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالی نے دو ٹوک اصول فرما دیا ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرواور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔[22] یہ اصول در اصل قرآن کریم نے جس سیاق میں بیان فرمایا ہے وہاں غیر مسلموں ہی کے خلاف زیادتی کا ذکر ہے :

''وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ''[23]

''اور کسی قوم کے ساتھ تمہاری یہ دشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا، تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم (ان پر)زیادتی کرنے لگو۔اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو،اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔''

لہٰذا اس میں غیر مسلموں کے ساتھ بھی بھلائی میں تعاون کا حکم شامل ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ''[24]

''اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ،اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا،اُن کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور عمل سے، خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام کے تعامل سے غیر مسلموں کے ساتھ احسان و سلوک اور ہمدردی و غمخواری کے احکام اور ایسے ایسے واقعات ثابت ہیں جن کی مثالیں دنیا کی اقوام میں ملنا مشکل ہیں۔ صحیح بخاری میں کئی مقامات پر یہ واقعہ آیا ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی والدہ مشرک تھیں، مدینہ منورہ آئیں اور اپنی بیٹی سے کچھ مالی مدد کی توقع ظاہر کی،انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''نعم صلي أمّك''[25]

''ہاں، اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ۔''

نیز یہ بات بالکل واضح ہے کہ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کی دشمنی پر کمر باندھے ہوئے تھے۔ مکی زندگی میں انہوں نے آپ اور آپ کے صحابہ پر ظلم و ستم توڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ،یہاں تک کہ شعب ابی طالب میں آپ اور آپ کے اہل خاندان کو محصور کر کے انکا کھانا بند کر دیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو درخت کے پتوں اور چمڑوں پر بھی گذارا کرنا پڑا۔لیکن جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اُس وقت ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑا جس کے نتیجے میں وہاں کے لوگ چمڑا تک چوسنے پر مجبور ہو گئے ۔سورہ دخان کے آغاز میں ایک تفسیر کے مطابق قرآن کریم نے اسی قحط کا ذکر فرمایا ہے ، اُس موقع پر آپ نے نہ صرف اس قحط کے دور کرنے کی دعا فرمائی ،بلکہ علامہ سرخسی کے بیان کے مطابق ابوسفیان کے پاس پانچ سو اشرفیوں کی خطیر رقم بھیجی ،تاکہ اُسے مکہ مکرمہ کے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیا جائے۔[26]

اسی طرح ثمامہ بن اثالؓ یمامہ کے سردار تھے، یہ گرفتار ہوکر مدینہ منورہ آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا ۔ رسول اللہ ﷺ کی دلکش سیرت کا نظارہ کر کے ان کے دل میں اسلام گھر کر گیا، اور انہوں نے آزاد ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیا ،اُس وقت مکہ مکرمہ میں غلے کی ایک بڑی مقدار یمامہ سے آیا کرتی تھی ۔انہوں نے اہل مکہ کو یہ اعلان کر وادیا کہ اب یمامہ سے غلے کا ایک دانہ بھی مکہ مکرمہ نہیں جائے گا جس سے مکہ مکرمہ کے مشرکین کو پریشانی لاحق ہو گئی ۔عاجز آکر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا کہ ثمامہ سے ہماری سفارش کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثمامہؓ کو غلہ بند کرنے سے منع فرمایا،اور آپ ہی کی سفارش پر مکہ والوں کے لیے یمامہ کے غلے کی بندش ختم ہوئی۔[27]

پھر ہمدردی و غم خواری اور حسن سلوک کا دنیا کی تاریخ نے اس سے بڑا اور عظیم مظاہرہ کیا دیکھا ہو گا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے وقت ان لوگوں پر مکمل اقتدار حاصل ہوا جو آپ کے خون کے پیاسے تھے،اور جنہوں نے سالہا سال آپ ﷺ کو اپنے مظالم کا نشانہ بنایا تھا، اُس وقت آپ نے اس سب کو معاف فرماکر سب سے فرمادیا کہ:

''اذهبوا فأنتم الطلقاء''[28]

''جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

ان تمام دلائل سے غیر مسلموں کے ساتھ نیکی میں تعاون کا حکم شامل ہے اور اگر غیر مسلم کوئی ایسا منصوبہ پیش کریں جو عام انسانی فائدے کا ہواور اس میں کوئی بات اسلامی شریعت اور مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو مسلمانوں کے لیے ایسے منصوبے میں شرکت بھی جائز بلکہ مستحسن ہے۔

رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں غیر مسلموں کے ساتھ باہمی تعاون اور اشتراک عمل کی سب سے نمایاں مثال حلف الفضول ہے ۔ذیل میں تحالف کی مشروعیت کی دلیل کے طور پر اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

حلف الفضول:[29]

حرب فجار کے بعد بعض طبیعتوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس طرح زمانہ سابق میں قتل و غارت گری کے انسداد کے لیے فضل بن فضالہ ،فضل بن وداعہ اور فضیل بن حارث نے ایک معاہدہ مرتب کیا تھاجو انہیں کے نام مشہور ہے۔ اسی طرح اب دوبارہ اس کی تجدید کی جائے۔

زبیر بن عبدالمطلب نے اپنے بعض اشعار میں اس معاہدے کا ذکر کیا ہے:

''إن الفضول تحالفوا، وتعاقدوا ألا يقيم ببطن مكة ظالم أمر عليه تعاهدوا، وتواثقوا فالجار والمعتر فيهم سالم''[30]

''فضول نامی اشخاص نے اس امر پر تحالف اور تعاہد کیا کہ مکہ کے اندر ظالم کو نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر انہوں نے پختہ عہد کیا ، پس مکہ میں پڑوسی اور آنے والے سب محفوظ ہیں۔''

جب شوال میں حرب فجار کا سلسلہ ختم ہوا تو ذیقعدۃ میں حلف الفضول کا سلسلہ جنبانی شروع ہوا اور سب سے پہلے زبیر بن عبد المطلب اس معا ہدہ اور حلف کے محرک ہوئے۔

حرب فجار سے پیدا ہونے والےخیال کے علاوہ حلف الفضول کا ایک سبب یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ بنی زبید کا ایک آدمی مکہ آیا جس کے پاس کچھ سامان تھا، عاص بن وائل السھمی نے وہ سامان اس سے خرید لیا اور ان کے حق دینے سے انکار کیاتو وہ شخص جبل ابی قبیس پر کھڑا ہوگیا۔اور بلند آواز سے اشعار پڑھے

جن میں وائل السھمی کے ظلم کا تذکرہ کیاگیا تھا۔ یہ سن کر زبیر بن عبد المطلب آئے اور اس کی فریاد سنی یہاں تک کہ بنو ہاشم ،بنو المطلب،اسد بن عبد العزی ، زہرہ بن کلاب، تیم بن مرۃ کو جمع کیا[31] اس وقت سب نے اللہ تعالٰی کو گواہ بنا کر کہاکہ:

''لیکوننّ یدا واحدۃمع المظلوم علی الظالم، حتی یؤدی إلیه حقّه ما بلّ بحر صوفة، ومارسا حراء وثبیر مکانهما، وعلی التأسّي فی المعاش''[32]

'' اُس وقت تک جب تک سمندر میں اون کو تر کرنے کی صلاحیت ہے،اور جب تک حراء اور ثبیر کے پہاڑ اپنی جگہ پر جمے ہوئے ہیں،یہ سب لوگ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کےلیے اور معاش میں ایک دوسرے کی غمخواری کےلیے ایک ہاتھ کی طرح متحد رہیں گے۔''

پھر اس کے بعد عاص بن وائل سے اُس زبیدی شخص کا حق زبردستی دلوایا۔

حلف الفضول میں رسول اللہ ﷺ کی شرکت اور اس کی تعریف:

رسول اللہ ﷺ اس عہد میں شریک تو اُس وقت ہوئے تھے جب آپ بحیثیت نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے،لیکن نبوت کے بعد خود آپ نے اس معاہدے کا ذکر فرما کر اس کی تعریف کی ،جس سے اس نوع کے تحالف کی افضیلت معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اشاد فرمایا:

''ما أحب أن لي بحلف حضرته بدار ابن جدعان حمر النعم وأنّي أغدر به. هاشم وزهرة وتيم تحالفوا أن يكونوا مع المظلوم ما بلّ بحر صوفة ولو دعيت به لأجبت''[33]

''میں جس حلف میں ابن جدعان کے گھر میں شریک ہوا تھا،مجھے اس کی مخالفت کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی پسند نہیں ہیں۔بنوہاشم ،بنوزہرہ اور بنوتیم نے اُس وقت اس بات کا حلفیہ معاہدہ کیا تھاکہ جب تک سمندر میں کسی اون کے ٹکڑے کو تر کرنے کی صلاحیت ہے،وہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور اگر اب بھی مجھے اس قسم کے معاہدے کی دعوت دی جائے گی،تو میں اسے ضرور قبول کروں گا ۔''

حلف الفضول کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا رویہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ سچے مسلمان کو انسانی حقوق کے حوالے سے مناسب اور معتدل بین الاقوامی تحالفات اور کوششوں میں تعاون کے لیے تیار ہونا چاہئے۔

قرطبّی کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی حسب ذیل روایت میں بھی حلف الفضول کی تائید کی طرف اشارہ ہے۔[34] جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''وأيما حلف كان في الجاهلية لم يزده الإسلام إلا شدة''[35]

''اور زمانہ جاہلیت میں جو حلف ہوا تھا اسلام نے اسے اور مضبوط کیا۔''

قرطبّی رسول اللہ ﷺ کے حلف الفضول کے بارے میں اس تائید کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''لأنه موافق للشرع إذ أمر بالانتصاف من الظالم، فأما ما كان من عهودهم الفاسدة وعقودهم الباطلة على الظلم والغارات فقد هدمه الإسلام''(36)

''حلف الفضول شریعت کے مطابق تھا کیونکہ اس میں ظالم سے انصاف لینا تھا۔لیکن ظلم و لوٹ مار پر ان کے فاسد اور باطل معاہدوں کو اسلام نے نیست و نابود قرار دیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو خزاعۃ کے ساتھ حلیفی معاہدہ فرمایا جو کہ اس وقت مشرف بہ اسلام نہ تھا ،جسے وہبۃ الزحیلی غیر مسلموں کے ساتھ تحالف کے جواز کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فإن كانت الموالاة والمحالفة لمصلحة المسلمين، فلا مانع منها، فقد حالف النّبي ﷺ خزاعة، وهم على شركهم''(37)

''اگر موالات اور تحالف مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے ہو تو اس سے کوئی مانع نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خزاعہ سے تحالف کی درحالیکہ وہ اپنی شرک پر تھے۔''

بنو خزاعۃ کے ساتھ حلیفی معاہدہ سے ابن حجر بعض غیر مسلم مما لک سے اچھے تعلقات کا جواز ثابت کرتے ہوے لکھتے ہیں:

''ويستفاد منه جواز استنصاح بعض ملوك العدو استظهارا على غيرهم'' (38)

''اس سے کسی تیسری دشمن پر غلبہ پانے کی خاطر دشمن کے بعض بادشاہوں کی خیر خواہی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔''

وہبۃ الزحیلی اپنی تفسیر میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

''أن العـلاقات والمحالفات بين المسلمين وغيرهم لمصالح دنيوية غير منهي عنها''(39)

''مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان دنیوی مصالح کی خاطر تعلقات قائم رکھنا اور تحالفات کرنا ممنوع نہیں ہے۔''

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے یہود مدینہ،قبیلہ جہینہ،اہل طائف،فرمان رواں ایلہ،اہل نجران، یہود خیبر، قبائل تبوک اور دیگر غیر مسلم قبائل کے ساتھ اس قسم کے معاہدات اور معاملات کیے(40) جن سے سیاسی،عسکری ،امداد باہمی اوراقتصادی تعاون کے وہ مخصوص معاہدے اور تجارتی معاملات کا جواز ثابت ہوتاہے،جن کو دوستی کے معاہدے، ''حلیفی'' معاہدے (تحالفات) کہا جاتا ہے بشرطیکہ یہ معاہدے یا معاملات اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف نہ ہو ں اور ان میں کسی خلاف شرع عمل کا ارتکاب لازم نہ آئے۔(41)

تحالف کی مشروعیت پر اثرات:

بنیادی طور پر تو تحالف اگرچہ ایک جائز اور مباح عمل ہے،لیکن بعض مخصوص حالات تحالف کے حکم ، اس کے اصول وضوابط اور شرائط پراثر انداز ہو سکتے ہیں ۔مثلاً عقد موادعت (مصالحت) جو کہ مخصوص حالات میں ایک جائز اور مباح عمل ہے، لیکن اگر موادعت نہ کرنے سے مسلمانوں کو ایسا ضرر پہنچتا ہو جس کا ازالہ ممکن نہیں تو موادعت کرنا واجب ہوجاتاہے ۔ چونکہ تحالف کی مشروعیت پرمسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کی نوعیت اور غیر مسلموں کےرویے کے اثرات زیادہ نمایاں ہیں،بنا بریں انہیں قدرے تفصیل سے پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کی نوعیت:

مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کے مختلف درجات ہیں جن کے احکام بھی مختلف ہیں:

موالات: موالات مصدر ہے، ولی سے مشتق ہے جس کےکتب لغت میں متعدد معانی ذکر کیے گئے ہیں مثلا دوست، قریب، ناصرو مددگار، محب، حلیف، جار، شریک، سسرال، منعم، آزاد کنندہ، آزاد شدہ، غلام، تابع وغیرہ۔[42]

اس طرح موالات سے مراد باہم دوست ہونا، قریب ہونا، مددگار ہونا، حلیف ہونا، ہمسایہ ہونا، شریک ہونا وغیرہ مراد لیا جا سکتا ہے۔جن میں سے ایک کے مفہوم میں محبت داخل ہے،جوکہ ایک قلبی عمل ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

"الموالاة أن يتشاجر اثنان فيدخل ثالث بينهما للصلح ويكون له في أحدهما هوى فيواليه أو يحابيه"[43]

"جب دو فریق آپس میں تنازعہ کریں اور ایک تیسرا فریق ان کے درمیان صلح کی نیت سےآجائے درحالیکہ اس کے دل میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ محبت ہو،تو وہ اس کے ساتھ موالات یا محبت کریں۔"

اس طرح موالات کا ایک مفہوم محبت اور موَدت کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد نصرت اور حمایت کرناہے۔

اس قسم کی موَدت اور موالات کا تقاضا ہے کہ فریقین ایک جسم و روح کے مانند ہوں جوکہ صرف مسلمانوں کی خاصیت بتلائی گئی ہے۔

"والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض ، أي قلوبهم متحدة في التواد والتحاب والتعاطف[44]

یعنی ان کے دل مودت ،محبت اور مہربانی میں ایک ہو۔

‘‘ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم، كمثل الجسد، إذا اشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى’’[45]

’’مسلمانوں کی مثال باہم مؤدت والفت ،رحمت و شفقت کرنے میں مثل جسم کے ہے، جب اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے ،تو اس کا تمام جسم بے قراری اور بخار کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے ۔‘‘

مسلمان اور غیر مسلم کے مقاصد زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔مسلمان ،چاہیے ایک فرد ہو یا حکومت،اس کا بنیادی مقصد اللہ تعالی کی اطاعت اور اس کی بندگی میں گذارنا ہےجو اس کی توحید کے اقرار اور رسول اللہﷺ کی رسالت پرایمان لائےبغیر ممکن نہیں ہےاس کے برعکس جوشخص یا حکومت اللہ تعالی کی توحیداور رسول اللہﷺ کی رسالت پر ایمان نہ رکھتی ہو،اس کا مقصدزندگی ایک مسلمان کے مقصدزندگی سے یقینا مختلف ہوتاہے،اس لیے جوشخص واقعی مسلمان ہو،وہ کسی غیر مسلم سےایسی قلبی محبت اور دوستی نہیں رکھ سکتاجیسی مقصد زندگی میں شریک دوستوں کےدرمیان ہوتی ہے۔

نیز یہ کہ مختلف مذاہب کے پیرو کاروں کے درمیان قلبی مودت کا پیدا نہ ہوجانا ایک امر واقعی ہے ۔ ہر مذہب کے پیرو کار وں کے کسی خاص مذہب کی قبولیت کے رویے سے یہ بات معلوم ہوتی ہےکہ وہ اس خاص مذہب کو برحق سمجھتے ہوئے اس وقت کے دیگر مذاہب کے برحق ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے درمیان قلبی دوستی اورمودت ہو، فرق صرف اتنا ہے کہ اسلام نے دین مبین ہونے کی حیثیت سے اس حقیقت کا برسر عام اعلان کرتے ہوئے اپنے پیرو کاروں کو غیر مسلموں کے ساتھ قلبی محبت نہ رکھنے کا ا ظہار کیا ہے۔

اس قسم کے موالات سے قران کریم نے ان الفاظ میں منع کیا ہے:

’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا’’[46]

’’اے ایمان والو!مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ۔کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے پاس اپنے خلاف(یعنی اپنے مستحق عذاب ہونے کی)ایک کھلی وجہ پیدا کردو۔‘‘

’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ’’[47]

’’اے ایمان والو!جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایسے لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے اور کافروں کو یارومددگار نہ بناؤ، اور اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔‘‘

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ''(48)

''اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یار ومددگار نہ بناؤ۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار ومددگار ہیں۔ اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کادم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

موالات کی اور صورت بھی ہے جسے مدارات یا مواسات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مدارات :

مدارات سے مراد باہم نرمی کرناہے۔(49)یعنی خوش اخلاقی اور دوستانہ برتاؤ کرنا ۔

''مداراة الناس ملا ينتهم و حسن صحبتهم''(50)

حسب ذیل آیت میں موالات کی اسی قسم (مدارات) کو ممنوع موالات سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے[51]۔جس سے معلوم ہوتاہے کہ موالات کا اطلاق مدارات پر بھی ہوتا ہے۔

''لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً''(52)

''مومن لوگ مسلمانوں کو چھوڑکرکافروں کو اپنا یار ومددگارنہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں'الا یہ کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بچاو کا کوئی طریقہ اختیارکرو ۔''

صاحب تفسیر مظہری اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''الكافر إذا لم يكن له عداوة مع مؤمن لاجل إيمانه ولا يقصد خبالا وكان بينه وبين مؤمن مودة لقرابة او غير ذلك لا بأس به''(53)

''جس غیر مسلم کامسلمان کے ساتھ ان کے ایمان کی وجہ سے دشمنی نہ ہو اور نہ ہی اس کا مقصد فتنہ وفساد ہو تو اس غیر مسلم اور مسلمان کے درمیان قرابت یا کسی اور وجہ سےمؤدت ہو تو کوئی حرج نہیں۔''

مواسات:

مواسات سے مراد باہم مدد کرنا(54)مواسات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

ان نيز ل غيره منزلة نفسه فى النفع له والدفع عنه(55)

''جب فائدہ پہنچانے اور دفاع کرنے میں غیر کو بمنزلہ نفس ٹھہرایا جائے۔''

ابن منظور مختلف مفاہیم پر موالاۃ سے مأخوذ لفظ مولی کے اطلاق کے بارے میں یہ بھی لکھتے ہیں:

''والمولى الحليف''(56)

موالات کی تعریف اور موالات سے مأخوذ لفظ مولی کے مذکورہ مصداق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات موالات سے تحالف اور مواسات کا مفہوم بھی مراد لیا جاتا ہے' جو کہ غیر مسلموں کے ساتھ جائزہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ''[57]

''اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

آیت کریمہ میں مذکور لفظ" تَبَرُّوهُمْ "کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کریمہ صرف مواسات کے جواز کی دلیل نہیں ،بلکہ مدارات کے جواز کی بھی دلیل ہے۔

موالات'مدارات'مواسات اور تحالف میں فرق:

تحالف کی تعریف اور موالات،مدارات اور مواسات کی مذکورہ وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ تحالف کے لیے باہمی معاونت پر معاہدہ ضروری ہے جبکہ موالات،مواسات اور مدارات کے لیے باقاعدہ معاہدے کا ہونا ضروری نہیں ۔ تا ہم اگر موالات،مواسات اور مدارات کو باقاعدہ معاہدے سے توثیق دی جائے تو ان پر تحالف کی تعریف صادق آتی ہے جس سے ہر ایک کی صورت تحالف کی بن جاتی ہے۔البتہ غیر مسلموں کے ساتھ قلبی موالات کی بنیاد پر کیا گیا تحالف غیر مشروع اور مدارات اور مواسات کی بنیاد پر کیا گیا تحالف مشروع تحالف شمار ہوگا۔

غیر مسلموں کا رویہ:

جو لوگ اسلام کے فکروعمل سے اختلاف رکھتے ہیں وہ دو طرح کے رویے اختیار کر سکتے ہیں:

ا۔ عداوت و مخاصمت کا رویہ:

جو غیر مسلم مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہیں ' ان پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اوراسلامی ریاست سے ان کی جنگ جاری ہو ' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ''[58]

''اور اُن لوگوں سے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں'اور زیادتی نہ کرو ۔ یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

ان کے ساتھ کوئی بھی ایسا تعاون جس سے ان کی عسکری قوت میں اضافہ ہو' جائز نہیں۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکی پر تعاون اور برائی پر عدم تعاون کا حکم دیتا ہے۔[59]تاہم مصلحت کی بنیاد پر[60] ان کے ساتھ مطلق اور موقت مصالحت کی اجازت ہے۔[61]

''وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا''[62]

''اوراگر وہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اُس کی طرف جُھک جاؤ ۔''

نیز شریعت نے مسلمانوں پر جنگ کے دوران عام شہریوں کی حفاظت'[63]احترام لاش[64]اذیت انسانی سے گریز[65]اور لوٹ مار کی ممانعت[66]جیسے قوانین اور آداب کے لحاظ رکھنے کو لازم قرار دیا ہے' قطع نظر اس سے کہ دوسرا فریق اس کا خیال رکھتا ہے یا نہیں ۔ظاہر ہے کہ اگر دوسرا فریق ان قواعد کو معاہدے کا حصہ بنا کر ان کی پابندی پر آمادہ ہو تو مسلمانوں کے لیے اس قسم کے معاہدات اورتحالفات میں شامل ہونا مستحسن ہی ہو گا۔

۲۔ ظلم و زیادتی سے اجتناب کا رویہ:

جو غیر مسلم مسلمانوں پرظلم و زیادتی نہیں کرتے اور جنگ کرنے والوں کی کسی نوع مدد نہیں کرتے' ان کے ساتھ بھلائی اور تعاون کا رویہ رکھنے کی بہر حال اجازت ہے۔

''لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ''[67]

''اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا اُن کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یہاں تک کہ اگر ان کی طرف سے دھوکہ دہی کا خطرہ نہ ہو تو مشترک دفاعی اور ہجومی محاذ بھی بنایا جا سکتا ہے۔[68]

غیر مسلموں کے ساتھ تحالف کی مشروعیت کی عمومی شرائط:

مخصوص صورتوں میں تحالف کی مشروعیت کی شرائط بد ل سکتی ہیں' تاہم عمومی شرائط حسب ذیل ہیں۔

ا۔ مسلمانوں کو چونکہ نیکی میں تعاون اور ظلم اور گناہ کے کام میں تعاون نہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔[69] لہٰذا تحالف حرام اور ناجائز کام پر صحیح نہیں' بلکہ تحالف کسی ایسے امر پر ہو جو کہ شرعاًمستحسن یا اقلاًمباح اور جائز ہو۔

۲۔ عقد موادعت (جوکہ تحالف کی ایک قسم ہے) میں شرط فاسد یعنی ایسی شرط جو کہ شرعاًممنوع ہو' پر اتفاق جائز نہیں مثلاًاس شرط پر مصالحت کرنا کہ وہ مسلمانوں کی شہروں پر ٹیکس لگائیں گے یا یہ

کہ مسلمان ہمیشہ کے لیے جہاد ترک کر دیں گے۔[70]اس پر قیاس کرتے ہوئے ہر قسم کے عقد اور تحالف کی صحت کے لیے شرط فاسد کا نہ ہونا ضروری ہے۔

۳۔ چونکہ غیر مسلموں کے ساتھ ہروہ تعلق رکھنا جس سے مسلمانوں کوضرر پہنچتاہو صحیح نہیں۔[71] لہٰذا یہ امر ضروری ہے کہ تحالف مسلمانوں کے خلاف نہ ہواور نہ ہی اس سے اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔[72]

۴۔ غیر مسلموں کے ساتھ تحالف قلبی مودت اور محبت کی بنیاد پر نہ ہو کیونکہ غیر مسلموں کے ساتھ قلبی موالات کی قطعاًاجازت نہیں۔[73]

تحالف کی پابندی/تحالف کاالتزام:

دین اسلام سے پہلے معاہدات سے طاقتور کمزوروں کے خلاف بطور وسیلہ کام لیتے تھےاور اس طرح ان سے کمزوروں پر اپنے سلطہ اور طاقت کی توثیق کرتے تھے۔ جب بھی قوی کمزور ہو جاتا تھا یا کمزور قوت پاتا تو معاہدے کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا تھا[74]۔تمام عہدوپیمان توڑ کے رکھ دیے جاتے تھے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں خود نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کفار عرب کی بد عہدیوں کے واقعات نہایت کثرت سے ملتے ہیں ۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ سے رسول اللہﷺ کے تحالفات ہو چکے تھے،لیکن تینوں نے وقت پر ان کو توڑ ڈالا۔ بنو نضیر نے خود رسول اللہﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی ،بنو قریظہ نے جنگ احزاب میں اعلانیہ اسلام کے خلاف شرکت کی،بنو قینقاع نے قریش کے بھڑکانے پر سب سے پہلے اعلان جنگ کیا۔ قبائل رعل و ذکو ان نے خود ہی رسول اللہﷺ سے چند آدمی مدد کے طور پر طلب کیے اورجب آپﷺ نے ۷۰صحابہ کی ایک جماعت ان کے پاس بھیجی تو انہوں بیر معونہ پر سب کو قتل کر دیا ۔بنو لِحیان نے مقام رجیع میں حضرت خُبیب ، زید بن دثِنَّہ اور عبداللہ بن طارق کو امان دی، اور جب انہوں نے ہتھیار ڈال دیے تو تینوں کو پکڑ کر باندھ لیا،ایک کو قتل کیا اور دو کو مکہ لے جاکر فروخت کیا۔ اسی قسم کی بدعہدیوں کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔[75]

''لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً''[76]

''وہ کسی کے ساتھ قرابت یا معاہدہ کا لحاظ نہیں رکھتے۔''

جس سے معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں احترام حلف کا تصور ناقص تھا۔

اسلام میں تحالف کی پابندی:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ''[77]

''اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو۔''

معاہدات کی کئی قسمیں ہیں۔ یہ کہ آیت کریمہ میں لفظ عقود سے کون سے معاہدے مراد ہیں؟ اس میں حضرات مفسرین کے اقوال بظاہر مختلف نظر آتے ہیں کسی نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ایمان و طاعت کے متعلق لیے ہیں اور بعض نے فرمایا ہے کہ وہ معاہدات مراد ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کر لیا کرتے ہیں جیسے معاہدات نکاح، معاہدات بیع و شراء وغیرہ اور بعض نے فرمایا ہے کہ معاہدات سے وہ حلف اور معاہدے مراد ہیں جو زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے سے باہمی امداد کے لیے لیا کرتے تھے۔[78] لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ان میں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں۔ بلکہ یہ سب قسم کے معاہدات مراد ہیں اور سب کو پورا کرنے کے لیے قران کریم نے ہدایت دی ہے۔ اس لیے امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ:معاہدات کی جتنی قسمیں ہیں سب اس لفظ ''عقود''کے حکم میں داخل ہیں۔[79]

جس سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ آیت کریمہ دیگر معاہدات سمیت تمام سیاسی، تجارتی اورمعاملاتی معاہدات کو شامل ہے جو افراد یا جماعتوں[80]اور حکومتوں کے درمیان ہوتے ہیں۔[81]

ایک اور جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا''[82]

''اور عہد کو پورا کرو۔ یقین جانو کہ عہد کے بارے میں(تمہاری) بازپرس ہونے والی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ایفاء عہد کو انبیاء کرام کی صفات میں سے ایک صفت قرار دیا ہے:

''وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا''[83]

''اور اس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی تذکرہ کرو۔ بے شک وہ وعدے کے سچے تھےاور رسول اورنبی تھے۔''

مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ''[84]

''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔''

''الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ''[85]

''یعنی وہ لوگ جو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں، اورمعاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔''

ایک اور جگہ نیکو کاروں، راست بازوں اور متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ وعدہ کی پابندی کرنے والوں کا تذکرہ بھی فرماتے ہیں:

''وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ''[86]

"اور جب کوئی عہد کر لیں تو اپنےعہد پورا کرنے کے عادی ہوں اور تنگی اور تکلیف میں، اور جنگ کے وقت، صبر واستقلال کے خوگر ہوں،ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔"

ابوداؤدمیں یہ واقعہ مروی ہے کہ ابورافع :

جب کافر تھے تو انہیں مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا تھا۔وہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو اسلام میرے دل میں گھر کر گیا، اس لیے میں نے رسول اللہﷺ سے عرض کیا کہ:یارسول اللہ! اب میں ان لوگوں کے پاس کبھی واپس نہیں جاؤں گا۔ رسول اللہﷺ نے جواب میں فرمایا:

"إني لا أخيس بالعهد ولا أحبس البرد، ولكن ارجع فإن كان في نفسك الذي في نفسك الآن فارجع"[87]

"میں عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتا ،اور نہ ایلچیوں کو اپنے پاس رکھتا ہوں ۔اس کے بجائے تم ان کے پاس واپس جاؤ، اور جو بات اس وقت تمہارے دل میں آئی ہے، اگر وہاں پہنچ کر بھی وہ تمہارے دل میں ہو تو واپس آجانا۔"

ابو رافع فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا،اور واپس گیا،اور دوبارہ آکر اسلام لایا۔

یہاں اگرچہ مشرکین مکہ سے اُس وقت اس قسم کا کوئی باقاعدہ معاہد ہ نہیں تھا، لیکن جب مشرکین نے ابورافع کو ایلچی بنا کر بھیجا تو انہیں یہ توقع تھی کہ وہی ایلچی جواب لے کر آئے گا۔ اس لیے رسول اللہﷺ نے اس کو ایک معنوی طرز کا معاہدہ قرار دیا کہ گویا یہ معاہدہ ہوگیا ہے کہ اُس کو واپس لیا جائے گا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معنوی معا ہدے کا حکم باقاعدہ معاہدے کی ہے۔ یعنی فریقین کے تعامل سے جب کسی امر پر معاہدہ اور تحالف معلوم ہوتا ہو تو وہ باقا عدہ معا ہدہ شمار ہو گا۔ اس واقعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہﷺ اور آپ کے صحابہ نے عہد کی پاس داری میں کتنی دقت نظر ی کا ثبوت دیا ہے!

ابتداء اسلام میں میراث میں حقدار بننے پر تحالف ہوتا تھا اور اس تحالف کی بنیاد پر اس کی تعمیل فریقین پر لازم ہوتی تھی ۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے تحالف سے متعلق احادیث مبارکہ کو کتا ب الکفالۃ میں لانے سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ :

"أن الكفالة التزام مال بغير عوض تطوعا فيلزم كما لزم استحقاق الميراث بالحلف الّذي عقد على وجه التّطوع"[88]

"کفالت سے مراد اپنے اوپر بلاعوض رضاکارانہ طور پر مال لازم کرنا ہے تو اس طرح وہ مال اس شخص پر لازم ہوجاتا ہے، جیسا کہ میراث میں حق دار بننا اس حلف کے ذریعے لازم ہوجاتا تھا، جو کہ ان کے درمیان رضاکارانہ ہوتا تھا۔"

مقصد یہ کہ پہلے تحالف اگر چہ مباح اور بعض صورتوں میں ایک امر مستحسن ہے لیکن عہد تحالف کر لینے کے بعد وہ لازم ہو جاتا ہے، جس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

تحالف شکنی کی صورت میں عدالت سے مراجعت:

یک طرفہ وعدہ اور باہمی معاہد ہ (تحالف)دونوں کا پورا کرنا واجب ہے لیکن ان دونوں میں ایک فرق ہے وہ یہ کہ یکطرفہ وعدہ کو عدالت کے ذریعہ جبراً پورا نہیں کرا سکتا ہاں بلا عذر شرعی کسی سے وعدہ کر کے جو خلاف ورزی کر ے گا وہ شرعاً گنہگار ہوگا۔ اور باہمی معاہدہ اگر کوئی فریق پورانہ کرے تو دوسرا فریق عدالت سے رجوع کر کے اس کو پورا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔[89]

تحالف شکنی پر وعید:

دنیا میں افراد اور جماعتوں کے درمیان تعاہدات اور تحالفات ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن جب کوئی فرد یا جماعت فریق ثانی کو کمزور دیکھتی ہے یا کوئی مادی منفعت اس کے پیش نظر ہوتی ہے تو جھوٹے الزامات لگاکریا مکروفریب کے ذریعہ بڑے سے بڑے عہد کو توڑ دیتی ہے۔لیکن اسلام کے نزدیک عہدشکنی نفاق کی علامت ہے۔مومن کا دامن اس سے پاک ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے منافق کی پہچان یہ بیان فرمائی ہے:

"إذا عاهد غدر"[90]

"جب عہد و پیمان کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔"

اسلام نے عہد شکنی کو جرم عظیم اور آخرت میں سخت رسوائی کا باعث قرار دیا ہے۔حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لكل غادر لواء يوم القيامة يعرف به "[91]

"ہر دھوکہ باز کے لیے قیامت کے روز ایک جھنڈا لگا دیا جائے گا جو نمایاں ہوگا اور جس سے وہ پہچانا جائے گا۔"

احادیث میں عہد شکنی سے متعلق جو وعیدیں آئی ہیں ان کا تعلق عام عہد و پیمان سے زیادہ سیاسی سطح پر کیے جانے والے عہد و پیمان(تحالفات)سے ہے ۔اس لیے کہ حاکم وقت یا ریاست کی جانب سے جو عہد شکنی ہوتی ہے اس کا نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان میں اس بات کی تاکید ہے کہ اسلامی ریاست کا حاکم

اپنی رعیت سے، خواہ وہ غیر مسلم اور ذمی کیوں نہ ہو، جو عہد و پیمان کرے اسے پورا کرے اور ان کے حقوق کی نگہداشت میں کوئی کوتاہی نہ برتے۔[92]

اسلام نے جس طرح افراد کے درمیان یا ریاست اورشہریوں کے مابین ہونے والے معاہدوں کو اہمیت دی ہے' اسی طرح بین الاقوامی معاہدوں کی پابندی اور احترام کی تاکید کی ہے اس لیے اس کے اثرات بہت دور رس ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم بین الاقوامی معاہدات کو پامال کرتی ہے تو اپنی تباہی کو دعوت دیتی ہے اور اللہ کے قانون کے تحت دشمن کے غلبہ کی راہ ہموار کرتی ہے۔

''ما ختر قوم بالعهد، إلاّ سلّط عليهم العدوّ''[93]

''جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ لازماً دشمن کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔''

تحالف کب ختم کیاجائے گا؟

''وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ''[94]

''اور اگرتمہیں کسی قوم سے بدعہدی کا اندیشہ ہوتو تم وہ معاہدہ ان کی طرف صاف سیدھے طریقے سے پھینک دو۔ یاد رکھو کہ اللہ بد عہدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

یعنی اگر کسی وقت معاہدہ کے ایک فریق کی طرف سے خیانت یعنی عہد شکنی کا خطرہ پیدا ہو جائے تو یہ ضرور نہیں کہ دوسرا فریق معاہدہ کی پابندی کو بدستور قائم رکھیں لیکن یہ بھی جائز نہیں کہ معاہدہ کو صاف طور پر ختم کر دینے سے پہلے ان کے خلاف کوئی اقدام کیا جائے۔

حضرت معاویہ کاایک قوم کے ساتھ ایک میعاد کے لیے التواء جنگ کا معاہدہ تھا۔ حضرت معاویہ نے ارادہ فرمایا کہ اس معاہدہ کے ایام میں اپنا لشکراورسامان جنگ اس قوم کے قریب پہنچا دیں تاکہ معاہدہ کی میعاد ختم ہوتے ہی وہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ مگر عین اس وقت جب حضرت معاویہ کا لشکر اس طرف روانہ ہو رہا تھایہ دیکھا گیا کہ ایک معمر آدمی گھوڑے پرسوار بڑے زور سےیہ نعرہ لگا رہے:

''الله أكبر، الله أكبر وفاء لا غدر''[95]

یعنی نعرہ تکبیر کے ساتھ یہ کہا کہ ہم کو معاہدہ پورا کرنا چاہیئے اس کی خلاف ورزی نہ کرنا چاہیئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قوم سے کوئی صلح یا ترک جنگ کا معاہدہ ہو جائے تو چاہیئے کہ ان کے خلاف نہ کوئی گرہ کھولیں اور نہ باندھیں۔حضرت معاویہ کو اس کی خبر دی گئی دیکھا تو یہ کہنے والا بزرگ حضرت عمرو بن عبسہ صحابی تھے۔ حضرت معاویہ نے فوراً اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا تاکہ التواء جنگ کی میعاد میں لشکر کشی پر اقدام کر کے خیانت میں داخل نہ ہو جائیں۔[96]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ بندی کے میعاد میں لشکر کشی پر اقدام کرنا خیانت ہے۔

مدت صلح میں جنگ کے ارادہ سے حضرت معاویہ کےسفر کو حضرت عمر بن عبسہ نےمعاہدہ کی خلاف ورزی قرار دیا۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت معاویہ نے کوئی واضح بد عہدی نہیں کی تھی، کیونکہ انہوں نے حملہ جنگ بندی کی مدت گذرنے کے بعد ہی کیا، پہلے نہیں،لیکن چونکہ وہ مدت ختم ہونے سے پہلے روانہ ہو گئے تھے، اس لیے یہ حملہ حضرت عمرو بن عبسہ نے احتیاط کے خلاف سمجھا، اور حضرت معاویہ نے بھی حدیث سننے کے بعد یہ سوچا کہ کہیں واقعی ان سے حدیث کی خلاف ورزی نہ ہو گئی ہو، اس لیے انہوں نے اس پر سر تسلیم خم کردیا۔ اس طرح دنیا کی تاریخ میں شاید یہ واحد مثال ہو گئی جس میں کسی فاتح نے محض احتیاط کی خاطر اپنا مفتوحہ علاقہ اس طرح بے چون و چرا واپس کر دیا ہو۔

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ بندی پر تحالف کر لینے کے بعد مخالف فریق کی طرف سے جنگ کے آثار ظاہر ہو نے یا محض عہد شکنی کے خطرے کی وجہ سے ان پر حملہ کرنا درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچنے کے بعد یہود سے تحالف کیا۔جس میں یہ بات شامل تھی کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان نصح و خیرخواہی کا تعلق ہوگا، ان میں سے کوئی بھی اپنے حلیف کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور وہ دشمن کا مل جل کر مقابلہ کریں گے۔ لیکن اس معاہدے کی انہوں نے صریح خلاف ورزی کی۔ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کو ہتھیار فراہم کیے۔ جب معاہدہ یاد دلایا گیا تو معذرت کرنے لگے کہ اس معاملہ میں ہم سے چوک ہوگئی۔ دوبارہ معاہدہ ہوا لیکن جنگ خندق میں دشمنوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور حملہ آوروں کا ساتھ دیا۔

جب اس طرح ایک سے دو مرتبہ ان سے عہد شکنی کا مظاہرہ ہوا تو ان سے جنگ کا حکم دیا گیا۔[97]

ارشاد باری تعالی ہے:

''إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ''[98]

"بے شک اللہ کے نزدیک بدترین جانور وہ ہیں جو حق کاانکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لائے، جن سے تم نے معاہدہ کیا اور وہ اپنا معاہدہ ہر بار توڑتے ہیں اور (اس کے نتائج سے)ڈرتے نہیں ہیں۔ پس اگر تم ان کو میدان جنگ میں پالو تو ان کو ایسی سزادو کہ ان کے علاوہ جو اس ذہنیت کے لوگ ہیں وہ بھی محتاط ہو جائیں۔شاید یہ نصیحت حاصل کریں۔''

اس طرح معلوم ہوا کہ جب فریق مخالف معاہدے کے خلاف عملی اقدامات شروع کریں تو معاہدہ بلا اعلان از خود ختم ہوجائے گا۔

یہود کی ان سازشوں کے بعد معاہدے کو باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں رہ گیا تھا،انہوں نے اپنے رویہ سے ثابت کر دیا کہ ان کے خلاف فوجی کارروائی کرنے میں اسلامی ریاست حق بجانب ہے۔

حاصل یہ ہے کہ جس قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ یا تحالف ہوچکا ہے اس کے خلاف کوئی بھی اقدام کرنا خیانت میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اگر چہ یہ خیانت دشمن غیر مسلموں ہی کے حق میں کی جائے وہ بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر دوسری طرف سے خلاف ورزی کے آثار ظاہر نہ ہونے لگے تو معاہدہ کو ختم کرنے کا صاف اعلان کرنا ہوگا، بغیر اعلان جنگی کارروائی کی اجازت نہیں۔ اور اگر مدمقابل کی طرف سے معاہدے کے خلاف عملی اقدامات شروع ہو جائیں تو معاہدہ بلا اعلان ازخود ختم ہوجائے گا۔

حوالہ جات:

---

1 البصری ابو عبدالرحمٰن الخلیل ،کتاب العین ، دار ومکتبہ الھلال ، ج۳، ص۲۳۱، مادہ ، ح ل ف

2 افریقی ابن منظور ، محمد بن مکرم الافریقی ، لسان العرب ، دار صادر ، بیروت ، ۱۴۱۴ھ ، ج۹، ص ۵۳، مادہ ، حلف

3 ایضاً

4 الکاکوری عنایت احمد ،علم الصیغۃ ،مکتبہ البشری ، کراچی ، ص ۲۹۲

5 لجنتہ العلما ،مجلۃ الاحکام العدلیہ ، نور احمد کتب خانہ ، کراچی ، ۱۶۸۲ء ، ج۱، ص۳۳۹

6 ابن حجر عسقلانی احمد بن علی ، ابو الفضل الشافعی ، فتح الباری شرح صحیح البخاری ، دار المعرفۃ ، بیروت ، ۱۳۷۹ھ ، ج۴، ص ۴۷۴

7 ابن قدامۃ ، ابو محمد ، موفق الدین عبداللہ بن احمد ، المغنی ، مکتبہ القاہرۃ ، ۱۳۸۸ ھ ، ج۸، ص ۳۹۲

8 الفیومی ، احمد بن محمد ، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی ، مصطفیٰ البابی الحلبی ، مصر ، ۱۳۴۶ھ مادہ ، حلف

9 افریقی ابن منظور ، لسان العرب ، ج۹، ص ۵۳

10 امام مسلم ، الجامع الصحیح ، باب مؤاخاۃ النبی ﷺ بین اصحابہؓ ، حدیث نمبر ۲۵۱۹

11 ابن حجر ، فتح الباری شرح صحیح البخاری ، ج ۴، ص ۴۷۴

12 ایضاً ، ج ۴ ص ۱۵۵۲

13 الاحزاب : ٦

14 امام مسلم ، الصحیح ، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب مواخاۃ النبی ﷺ ، حدیث نمبر ۲۰۶

15 ابن حجر ، فتح الباری ، ج ۴، ص ۱۵۵۳

16 امام مسلم ، الصحیح ،کتاب فضائل الصحابۃ ، باب مواخاۃ النبی ﷺ ، حدیث نمبر ۲۰۶

17 یحیٰ بن شرف ، المنہاج شرح صحیح مسلم ، ج۱۶، ص ۸۲

18 المائدہ : ۲

19 امام بخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب المظالم والغصب ، باب اعن اخاک ظالما او مظلوما ، ج ۳، ص ۱۲۸، حدیث نمبر ۲۴۴۴

20 آیت : ۱

21 الاسراء : ۳۳

22 المائدہ : ۲

23 المائدۃ : ۲

24 الممتحنۃ : ۸

25 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الہبۃ وفضلہا والتحریض علیہا، باب الہدیۃ للمشرکین، ج ۳، ص ۱۶۴، حدیث نمبر ۲۶۲۰

26 سرخسی، المبسوط، دارالمدنیہ، بیروت لبنان، ج ۱۰، ص ۹۲

27 ابن حجر، فتح الباری، ج ۸، ص ۸۸

28 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دارالفکر، بیروت لبنان، ج ۲، ص ۴۱۲

29 اس معاہدے کو "حلف الفضول" اس لیے کہا جاتا ہے کہ "فضول" در حقیقت "فضل" کی جمع ہے جس کے معنی فضیلت ہے۔ اس معاہدے کو بہت سی فضیلتوں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے اور بعض حضرات نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس قسم کا معاہدہ سب سے پہلے بنو جرہم کے تین آدمیوں نے کیا تھا جن میں سے ہر ایک کا نام فضل تھا (فضل بن وداعہ، فضل بن فضالہ اور فضیل بن حارث)۔ جب آخری زمانے میں ایسا ہی معاہدہ کیا گیا تو اُسے بھی انہی تین افراد کی طرف منسوب کیا گیا۔ (سہیلی، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج ۲، ص ۴۵، ۴۶)

30 سہیلی، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ، ج ۲، ص ۴۷

31 ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۱، ص ۱۰۳

32 سہیلی، الروض الأنف، ج ۲، ص ۷۳-۷۲

33 ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۱، ص ۱۰۳

34 القرطبی، أبو عبداللہ، محمد بن أحمد، الجامع الأحکام القرآن (تفسیر القرطبی)، دارالکتب المصریۃ، القاہرۃ، ۱۳۸۴ھ، ج ۶، ص ۳۳

35 امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ ﷺ، باب مؤاخاۃ النبی ﷺ، حدیث نمبر ۲۰۶

36 قرطبیؒ، تفسیر القرطبیؒ، ج ۶، ص ۳۳

37 الزحیلي، وھبۃ، التفسیر المنیر، ج ۳، ص ۲۰۰

38 ابن حجر، فتح الباری، ج ۵، ص ۳۳۷

39 الزحیلی، التفسیر المنیر، ج ۶، ص ۲۵۲

40 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ڈاکٹر حمیداللہ کی کتاب الوثائق السیاسیہ۔

41 عثمانی، محمد تقی، توضیح القران، آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۳۸، حاشیہ ۹

42 الفیومی، احمد بن محمد، المصباح المنین، ج ۱، ص ۳۵۰، لجنۃ من العلماء، المعجم الوسیط، انتشارات ناصر خسرو، تہران، ج ۲، ص ۱۰۵۷، مادہ، و

43 ابن منظور، لسان العرب، فصل الواو، ج ۱۵، ص ۴۰۹

44 ابن حجر، الجامع الأحکام القرآن، ج ۸، ص ۲۰۳

45 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبہائم، ج ۸، ص ۱۰، حدیث نمبر ۶۰۱۱

46 النساء : ۱۴۴

47 المائدہ : ۵۷

48 المائدہ : ۵۱

49 بلیاوی، عبدالحفیظ مصباح اللغات، مکتبہ عمر بن الخطاب، ملتان، مادہ، دری

50 افریقی، ابن منظور، لسان العرب، مادہ، دری

51 مفتی محمد شفیع، معارف القران، ج۲، ص۵۰

52 آل عمران : ۲۸

53 مظہری، محمد ثناء اللہ، التفسیر المظہری، مکتبہ الرشیدیۃ، پاکستان، ۱۴۱۲ھ، ج۲، ص۱۲۵

54 بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مادہ، وس ی

55 الجرجانی علی بن محمد، کتاب التعریفات، انتشارات خسرو تہران، طبع سوم، ۱۳۸۶ھ، ص۱۰۴

56 لسان العرب، فصل الواو، ج۱۵، ص۴۰۸

57 الممتحنہ : ۸

58 البقرۃ: ۱۹۰

59 المائدہ : ۲

60 الزیلعی، فخر الدین، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، طبع اول، ۱۳۱۳ھ، ج۳، ص۲۴۵

61 ابن قیم، احکام اہل رمادی للنشر، الدمام، طبع اول، ۱۴۱۸ھ، ج۲، ص۸۸۴

62 الانفال : ۶۲-۶۱

63 طبری محمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، موسسۃ الرسالۃ، طبع اول ۱۴۲۰ھ، ج۳، ص۵۶۳۔۵۶۲

64 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح والقتل، ج۳، ص۱۳۵۷، حدیث نمبر ۱۹۵۵

65 إن الله كتب الإحسان على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، وليحد أحدكم شفرته، فليرح ذبيحته (اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان لازم کیا ہے پس جب تم قتل کرو تو بہترین طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو بہترین طریقے سے ذبح کرو اور تم چھری تیز کرو تاکہ اپنے ذبیحے کو راحت دو) امام مسلم، الصحیح، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح والقتل، ج۳، ص۱۵۴۸

66 أنه نهى عن النهبة والمثلة (نبی ﷺ نے لوٹ اور مثلہ سے منع فرمایا) (امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الذبائح والصید، باب مایکرہ من المثلۃ..، ج۷، ص۹۴، حدیث نمبر ۵۵۱۶)

67 الممتحنہ : ۸

68 سرخسی، المبسوط، ج۱۰، ص۲۴

69 المائدہ : ۲

70 الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ، الکویت، ۱۴۰۴ تا ۱۴۲۷، ج۴۲، ص۲۱۲

71 طنطاوی، محمد سید، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم، دار نہضۃ مصر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ج ۲، ص ۷۵

73 مفتی محمد شفیع، معارف القران، ج ۲، ص ۵۰، عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی ص ۱۵۶ حاشیہ ۲

74 ابو زہرہ، العلاقات الدولیہ فی الاسلام، ص ۷۵

75 مودودی، الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۰۴

76 المائدہ : ۱۰

77 المائدہ : ۱

78 الماوردی، ابوالحسن، علی بن محمد البغدادی، تیسیر الماوردی، النکت والعیون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ج ۲، ص ۵

79 الراغب الاصفہانی حسین بن محمد، تفسیر الراغب، کلیۃ الدعوۃ واصول الدین، جامعہ ام القراء، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء، ج ۴، ص ۲۴۸، مفتی محمد شفیع، معارف القران، ج ۳، ص ۱۲

80 مفتی شفیع، معارف القرآن، ج ۵، ص ۴۸۰

81 ایضاً، ج ۳، ص ۱۲

82 الاسراء : ۳۳

83 مریم : ۵۴

84 المومنون : ۸

85 الرعد : ۲۰

86 البقرہ : ۱۷۷

87 امام ابوداود، سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب یستجن الامام فی العہود، ج ۳، ص ۸۲، حدیث نمبر ۲۷۸۵

88 ابن حجر، فتح الباری شرح، ج ۴، ص ۲۷۴

89 مفتی شفیع، معارف القرآن، ج ۵، ص ۴۸۰

90 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ج ۱، ص ۱۶، حدیث نمبر ۳۴

91 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحیل، باب إذا غصب جاریۃ فزعم إنہا ماتت، ج ۹، ص ۲۵، حدیث نمبر ۶۹۶۶

92 النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم، ج ۱۲، ص ۴۴۔ ۴۳

93 مالک بن اِنس، الموطأ، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نھیان للأعمال الخیریۃ والإنسانیۃ، اِبو ظبی، الإمارات، طبع اول، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، کتاب، الجہاد، باب، ماجاء في الوفاء بالأمان، ج ۳، ص ۶۳۸

94 الانفال : ۵۸

95 اِبو داود، سنن اِبی داود، بَابٌ فِي الْإِمَامِ يَكُونُ بَيْنَهُ، وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَيَسِيرُ إِلَيْهِ، ج ۳، ص ۸۳، حدیث نمبر ۲۷۵۹

96 ایضاً

97 رازی، فخر الدین، ابو، التفسیر الکبیر، (مفاتیح الغیب)، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۲۰ھ، ج ۱۵، ص ۴۹۷

98 الانفال : ۵۵-۵۷